

امیر شریعت کے ساتھ چند لمحے

تیس برس پہلے کی بات ہے جب میں مرحوم خاکسار تحریک کا ایک سرگرم سپاہی تھا۔ علامہ عنایت اللہ مشرقی مرحوم کی کتاب "قول فیصل" میں نام لے بغیر احراری رہنماؤں کا تذکرہ کچھ نامناسب الفاظ میں کیا گیا تھا۔ بعض دوستوں کا خیال تھا کہ یہ اشارہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی طرف ہے۔ اس طرح حضرت امیر شریعت سے میرا غائبانہ تعارف "قول فیصل" کے اسی پیرا گراف کے ذریعے ہوا۔

قیام پاکستان سے پیشتر احرار رہنماؤں علامہ سید محمد داؤد غزنوی، آغا شورش کاشمیری، خواجہ عبدالرحیم عاجز اور مرزا جانہاز سے میرے نیاز مندانہ اور دوستانہ مراسم ضرور قائم ہو گئے تھے۔ لیکن احرار کے بارے میں حسن ظن نے میرے ذہن میں کبھی جگہ حاصل نہ کی۔

قیام پاکستان کے بعد میرا حلقہ احباب لائل پور میں زیادہ تر احرار دوستوں کا بنا جن میں خواجہ جمال دین بٹ صاحب، مولانا عبدالغفار غزنوی مرحوم اور مولانا عبید اللہ احرار شامل تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۹۵۲ء کے آخر میں ان دوستوں نے ترجمان احرار روزنامہ آزاد لاہور کے لئے مجھے اغوا کر لیا اور یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے دفتر احرار کی سیرٹھیوں پر قدم رکھا۔ جہاں حضرت مجاہد الحسینی سے میرا سامنا ہوا۔ اور اس کے بعد دوسرے احرار رہنماؤں سے شرف نیاز حاصل ہوتا رہا۔

روزنامہ آزاد کی ادارت سنبھالے ابھی چند روز ہی ہوئے تھے۔ ایک دوپہر میں اپنے کمرے میں بیٹھا مصروف کار تھا کہ مجاہد الحسینی صاحب زبردستی مجھے کھینچ کر دفتر سے نیچے لے گئے۔ جہاں ایک کار کھڑی تھی۔ اس کار میں حضرت امیر شریعت تشریف فرما تھے۔ میں سلام عرض کر کے دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ شاہ جی کار سے نکلے۔ مجاہد صاحب نے موزوں الفاظ میں میرا تعارف کرایا۔ شاہ جی نے مصافحہ کے بعد معائنہ بھی فرمایا۔ بڑے پیار سے تھپکی دی۔ اور فی البدیہہ فرمایا۔

"اچھا تو آپ ہیں ہمارے نئے ایڈیٹر آزاد شیرازی

اگر آزاد شیرازی بدست آرد دلِ مارا
بغالی ہندوش بخشم سر قند و بخارا را

شاہ جی تشریف لے گئے لیکن میں اس ملاقات کا مزاکنی دن تک لوٹتا رہا۔ اور آج بھی جب کبھی شاہ جی کا تذکرہ ہوتا ہے۔ میرے سامنے اس پہلی ملاقات کا نقشہ کھینچ جاتا ہے۔

روزنامہ آزاد لاہور کی ادارت کا زمانہ میری صحافتی زندگی کا بلاشبہ سنہری دور تھا۔ مجاہد صاحب کی

برادرانہ دوستی اور دوسرے احرار رہنماؤں کی شفقت و محبت نے میرے نظریات میں اہم انقلاب پیدا کر دیا۔ لیکن

زندگی پیار کی دوچار گھڑی ہوتی ہے

چاہے تھوڑی سی ہو یہ عمر بڑی ہوتی ہے

یہ دور مختصر ثابت ہوا اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں آزاد پابند ہو گیا۔ شاہ جی اور دوسرے احرار رہنما اسیر ہوئے اور میں دوبارہ روزنامہ سعادت کی ادارت سنبھالنے لاکل پور پہنچ گیا۔

تحریک جلی اور ختم ہو گئی۔ مقدمات چلے اور بالآخر شاہ جی اور دوسرے رہنما رہا ہوئے جس کے فوراً بعد پیپلز کالونی لاکل پور کے وسیع میدان میں شاہ جی نے ایک عظیم اجتماع سے وہ تاریخی خطاب کیا جسے حرفِ حرف قلمبند کرنے کی سعادت راقم الحروف کو حاصل ہوئی۔ یہ خطاب شاہ جی کے علم و اجتہاد ہی نہیں، ان کے خلوص، نیک نیتی، جرأت و شجاعت کا سر بولتا ثبوت تھا۔ اور اسے سننے کے بعد شاہ جی کی ذات سے جو والہانہ عقیدت اور مجذوبانہ محبت ہوئی ہے۔ وہ ناقابل بیان ہے۔

یہی عقیدت اور محبت تین سال بعد مجھے ترجمان تحفظ ختم نبوت، روزنامہ "نوائے پاکستان" کی ادارت کے لئے لاہور کھینچ لائی۔ اور اس زمانے میں شاہ جی بیمار ہو کر لاہور میں حکیم نبی جمال سویدا صاحب کے زیر علاج حاجی دین محمد صاحب کے یہاں صیب کچ بادامی باغ میں مقیم ہوئے۔ جہاں حسن اتفاق سے بندہ پانچ برس سے مطب کر رہا ہے۔

میں روزانہ یا ہر دوسرے روز وقت نکال کر شاہ جی کی خدمت میں حاضری دیتا رہا۔ جہاں جلوت و خلوت میں ان کے ارشادات عالیہ سے مستفیض ہوتا رہا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ شاہ جی تہ بند باندھے ڈیوڑھی میں کرسی پر تشریف فرما ہوتے۔ درویشی و سلاطانی کو شاہ جی کی ذات میں جمع ہوتے جیسے میں نے دیکھا ہے۔ وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔

شاہ جی کو میں نے جوانی میں نہیں بڑھاپے ہی میں دیکھا ہے لیکن ان کے چہرے کے نقوش، پیشانی کے نور کو دیکھتے رہنے کی خواہش ہمیشہ بیدار رہی۔ شاہ جی خاموش رہتے تو کسی قدیم یونانی فیلسوف کا مجسمہ دکھائی دیتے، بولتے تو زبان سے پھول برساتے، روتے تو آنکھوں سے خون دل بہاتے اور سکراتے تو جلیاں گزرتے تھے شاہ جی، برطانیہ میں پیدا ہوتے تو لوگ شیکسپیر کو بھول جاتے۔ ایران میں پیدا ہوتے تو بزرگمہر ہوتے۔ یونان میں پیدا ہوتے تو سقراط ہوتے لیکن وہ ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ جہاں کے لوگ پیغمبروں کا نام تک نہیں جانتے شاہ جی پیغمبر تو بہر صورت نہ تھے۔ لوگ انہیں کیسے پہچانتے۔ انہیں کیوں یاد کریں؟ ان کا ذکر کیوں کریں؟

شاہ جی عمر بھر قرآن سناتے رہے۔ قبرستانوں میں اذانیں دیتے رہے لیکن ان مردوں کو نہ جگا سکے، ان قبرستانوں کو زندہ نہ کر سکے اور بالآخر خود ان قبرستانوں میں جا بے ہرگز، مسرد آگئے۔ دیکھیں زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدہ عالم دوام